بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاسیدی یاحبیب اللہ

عیدِ غدیر کا شرعی حکم

از قلم

خلیفہ مجاز حضور تاج الشریعہ ومحدث کبیر

مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دار الافتاء

مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ۔ موبائل نمبر۔ 9759522786

مدینہ مسجد،محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ۔موبائل نمبر۔9759522786

غدیر خم کے حوالے سے ایک خطیب کے چند گمراہ کن نظریات کا شرعی حکم

مسئولہ: محمد عبدالعزیز خان قادری، ناگپور۔۲/ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ کے متعلق
کہ ناگپور کے تاج آباد شریف درگاہ کے سامنے میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور اس جلسے میں جو مقرر خصوصی مدعو کیے گئے شاید وہ اہل تشیع حضرات کے عقائدِ باطلہ سے بہت متاثر تھے۔ تو حضرت موصوف نے یوم علی رضی اللہ عنہ کے موضوع پر اہل سنت والجماعت پر طعن لعن کرتے ہوئے تمام مجمع کو یوم غدیر منانے کی نصیحت دے ڈالی۔ نیز غدیر خم کا واقعہ بیان کیا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ اٹھا کر کہا تھا کہ جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ۔
اور غلط بیانی کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس روز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں خلافت دے دی تھی اور پھر بات بدلتے ہوئے کہا کہ ولایت عطا فرمائی تھی۔
اور انہوں نے لفظ "مولیٰ" کا معنی خلیفہ کے کیے۔ جب کہ مشکوۃ شریف میں کتاب الکرامات میں حضرت سفینہ کے متعلق جو واقعہ ہوا کہ وہ افریقہ کے جنگل میں اپنے وقف کے ساتھ کھو گئے اور اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈ ہی رہے تھے کہ جنگل کا شیر سامنے آ گیا اور جب شیر آیا تو آپ ڈرے نہیں بھاگے نہیں بلکہ شیر کی طرح اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور جب شیر ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے کہا "یا ابا الحارث انا مولیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم"
تو اس متن کا ترجمہ تمام اہل سنت کی شرح میں کہیں بھی خلیفہ یا ولایت نہیں ہیں۔ اور عید غدیر خاص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہادت کے دن منائی جاتی ہے۔ لہٰذا آپ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ

(۱) اہل سنت والجماعت کا یومِ عیدِ غدیر منانا کیسا؟
(۲) کیا غدیر خم کا واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت ملنے پر دلالت کرتا ہے؟
(۳) کیا غدیر خم کے موقع پر حضرت رضی اللہ عنہ کو ولایت عطا کی گئی تھی یا پہلے سے یا کس وقت ملی؟
(۴) کیا دیگر خلفائے راشدین کو ولایت حاصل نہیں ہوئی تھی؟
(۵) اور جو اہل سنت کے افراد علما ایسے جلسوں میں شرکت کریں یا جو ایسے جلسے منعقد کریں ان پر ازروئے شرع کیا حکم ہے؟

قرآن و احادیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

استفتا کے مندرجات دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مقرر خصوصی اہل تشیع کے عقائد و نظریات سے متاثر ہیں اور اہل سنت کے عقائد و نظریات سے ناواقف۔ اہل سنت پر طعن و تشنیع نہ کرے گا مگر وہ جو مخالفِ اہل سنت ہے۔

مقرر خصوصی کا عید غدیر منانے کا حکم دینا یقیناً شیعہ مذہب کی پیروی کی طرف غماز ہے۔ یوم غدیر اہل تشیع کی عید اکبر ہے۔ اور اس کو وہ خاص اس لیے مناتے ہیں کہ ان کے مطابق اس دن حضرت علی کو خلافت بلا فصل ملی تھی بلکہ امامت کے بھی قائل ہیں۔ نیز یہ بھی مشہور ہے کہ اس دن چوں کہ حضرت عثمان غنی کی شہادت ہوئی تھی اس لیے وہ اس دن جشن مناتے ہیں۔ یہ ساری وجوہات ہو سکتی ہیں البتہ اصل وجہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل اور امامت ہے۔

اس عید غدیر کا بانی عراقی شیعہ حاکم معزالدین احمد بن ابویہ دیلمی ہے۔ سب سے پہلے اسی نے رافضیوں کے ساتھ ۱۸/ ذی الحجہ ۳۵۲ھ کو بغداد میں عید غدیر منائی۔ علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے:

”ثم دخلت سنة ثنتين وخمسين وثلاثمائة.... وفى ثامن عشر ذى الحجة منها أمر معز الدولة بإظهار الزينة ببغداد وأن تفتح الأسواق بالليل كما فى الأعياد، وأن تضرب الدبادب والبوقات، وأن تشعل النيران بأبواب الأمراء وعند الشرط ; فرحا بعيد الغدير - غدير خم - فكان وقتا عجيبا ويوما مشهودا، وبدعة ظاهرة منكرة.“

سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو معزالدولہ نے شہر بغداد سجانے اور رات کو عیدوں کی راتوں کی طرح بازار کھولنے کا حکم دیا۔ اور باجے اور بگل بجائے گئے۔ اور حکام کے دروازوں اور فوجیوں کے پاس چراغاں کیا گیا، عید غدیر کی خوشی میں، تو وہ وقت عجیب اور دیکھنے کا دن تھا۔ اور ظاہری بری بدعت کا دن تھا۔“ [البدایۃ والنہایۃ، لابن الکثیر ۱۵/۲۶۱]

امام ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

”وفيها فى الثامن عشر ذى الحجة، أمر معز الدولة بإظهار الزينة فى البلد، وأشعلت النيران بمجلس الشرطة، وأظهر الفرح، وفتحت الأسواق بالليل، كما يفعل ليالى الأعياد فعل ذلك فرحا بعيد الغدير، يعنى غدير خم، وضربت الدبادب والبوقات، وكان يوما مشهودا“

اور سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو معزالدولہ نے شہر سجانے کا حکم دیا۔ اور درباریوں کی مجلس میں چراغاں کیا گیا اور خوشی کا اظہار کیا گیا اور بازار کھولے گئے رات کو جس طرح عیدوں کی راتوں کو کھولے جاتے، خوب خوشی منائی گئی، عید غدیر خم میں۔ اور باجے اور بگل بجائے گئے اور وہ دیکھنے کا دن تھا۔“ [الکامل فی التاریخ، ۷/۲۴۶]

امام ذہبی لکھتے ہیں:

”سنة اثنتين وخمسين وثلاثمائة. وفيها يوم ثامن عشر ذى الحجة، عملت الرّافضة عيد الغدير، غدير خمّ، ودقت الكوسات وصلّوا بالصحراء صلاة العيد“

اور سن ۳۵۲ ہجری ۱۸/ ذی الحجہ کو روافض (ابتدا میں معزالدین کا ذکر ہے) نے عید غدیر منائی ڈھول بجائے گئے۔

اور میدان میں نماز عید پڑھی۔"[العبر فی خبر من غبر،۲/۹۰]

الغرض: عید غدیر اہل تشیع کا تیوہار ہے۔اہل تشیع کے نزدیک جس کی اصل بنیاد یوم غدیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مولی علی کو خلافت وامامت دینا ہے۔حالاں کہ یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔

واقعہ غدیر خم سے مولی علی کی خلافت وامامت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔حدیث غدیر خم سے مولی علی کی فضیلت اجاگر ضرور ہوتی ہے لیکن اس سے خلافت وامامت مراد لینا جہالت ہے۔حالاں کہ اس سے قبل بھی متعدّد مقامات پر مولی علی کو اسی طرح نبی کریم کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا مگر اس دن کو عید کا دن کیوں نہیں قرار دیا جاتا ہے؟

اہل تشیع واقعہ غدیر خم کے جن الفاظ کو اپنے مقصد پر استدلال کرتے ہیں وہ

''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' ہے۔

مقرر خصوصی نے بھی اپنی تقریر میں سبقاً اس کا اظہار کیا ہے۔حالاں کہ اس جملہ سے کسی طرح بھی خلافت وامامت کا مفہوم ظاہر نہیں ہوتا ہے۔مولی کے معنی خلیفہ یا امام کے کہیں نہیں آتے بلکہ اس کے متعدّد معانی میں سے ایک اہم معنی جو یہاں مراد ہے وہ ہے ناصر ومددگار۔خلیفہ یا امام کا مفہوم محض فاسد ہے۔

ہم یہاں لفظ مولیٰ پر شارحین حدیث کے بیانات قلم بند کرتے ہیں: تاکہ مفہوم واضح ہوجائے۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''من كنت مولاه فعلى مولاه'' قيل، معناه: من كنت أتولاه فعلى يتولاه من الولى ضد العدو أى: من كنت أحبه فعلى يحبه، وقيل معناه: من يتولانى فعلى يتولاه، كذا ذكره شارح من علمائنا''

جس کا میں مددگار ہوں اس کے علی مددگار ہیں۔کہا گیا ہے کہ اس کے معنی جس سے میں دوستی رکھتا ہوں اس سے علی دوستی رکھتے ہیں۔دوست بمقابلہ دشمن، یعنی جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے علی محبت کرتے ہیں۔اور یہ معنی بھی اس کے کیے گئے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے دوستی رکھی تو علی اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ہمارے شارحین علما نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔"

آگے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں"

وقيل: سبب ذلك أن أسامة قال لعلى: لست مولاى إنما مولاى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلى مولاه''

اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت اسامہ نے کہا کہ علی میرے مولی نہیں ہیں میرے مولیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں جس کا مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔"

اور اس حدیث سے مولیٰ علی کی امامت پر استدلال کرنے والے شیعہ کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قالت الشيعة: هو متصرف، وقالوا: معنى الحديث أن عليا۔ رضى الله عنه۔ يستحق التصرف فى كل ما يستحق

الرسول صلى الله عليه وسلم ـ التصرف فيه، ومن ذلك أمور المؤمنين فيكون إمامهم أقول: لا يستقيم أن تحمل الولاية على الإمامة التى هى التصرف فى أمور المؤمنين، لأن المتصرف المستقل فى حياته هو هو—صلى الله عليه وسلم لا غير فيجب أن يحمل على المحبة وولاء الإسلام ونحوهما.

شیعہ نے کہا کہ وہ متصرف ہیں اور کہا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ علی ہر اس معاملہ میں تصرف کا حق رکھتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کا حق رکھتے ہیں۔اورانہیں میں سے مسلمانوں کے معاملات ہیں پس وہ ان کے امام ہوئے۔میں کہوں گا کہ ولایت کو اس امامت پر جو مومنین کے معاملہ میں تصرف ہے، محمول کرنا درست نہیں اس لیے کہ مستقل متصرف اپنی حیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں کوئی غیر نہیں۔تو واجب ہے کہ اسے محبت اور اسلام کی ولا اور ان دونوں کے مثل پر محمول کیا جائے۔"[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، ۱۱/۲۴۷]

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"بداں کہ ایں اقوی چیزیست کہ تمسک کردہ اند شیعہ در ادعای ایشاں نص تفصیلی بخلافت علی مرتضی رضی اللہ و میکویند کہ مولی اینجا بمعنی اولی بامامت است۔ما میکوئیم بشیعہ بطریق الزام کہ ایشان اتفاق کردہ ند بر اعتبار تواتر در دلیل امامت و کفتہ اند کہ تا حدیث متواتر نباشد بداں استدلال بر صحت امامت نتواں کرد و یقین است کہ ایں حدیث متواتر نیست"

یعنی جان لو کہ یہ سب سے طاقت ور دلیل ہے جس سے اپنے دعوی پر شیعہ استدلال کرتے ہیں۔کہ یہ حضرت علی کی خلافت میں یہ تفصیلی نص ہے اور کہتے ہیں کہ اس جگہ مولی کے معنی اولی بالامامت ہے۔ہم بطور الزام شیعہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک امامت کی دلیل میں بالاتفاق تواتر معتبر ہے اور ان لوگوں نے کہا ہے کہ جب تک حدیث متواتر نہ ہو اس سے امامت کے صحیح ہونے پر استدلال نہیں کر سکتے۔اور یقینی بات ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔"

[اشعۃ اللمعات فارسی، ۴/۲۷۳، باب مناقب علی]

علامہ ابن حجر ہیتمی نے الصواعق المحرقہ میں لفظ مولیٰ وغیرہ سے خلافت وامامت مراد لینے پر شیعوں کی جانب سے دیے گئے دلائل کا تفصیلی جواب دیا ہے۔یہ مقام اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے۔ہم بس لفظ مولی کے امام یا خلیفہ مراد لیے جانے پر دیے گئے جواب کو نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

"زعموا أن من النص التفصيلى المصرح بخلافة على قوله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع"

اہل تشیع نے گمان کیا کہ خلافت علی پر نص مصرح تفصیلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول (یعنی جس کا میں مولی ہوں اس کے علی مولی ہیں) ہے جو غدیر خم کے روز مقام جحفہ میں حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت فرمایا تھا۔"[الصواعق المحرقہ، ص ۶۵]

اس پر اہل تشیع نے جو دلیل دی ہے اس کے جواب میں لکھتے ہیں::

"لا نسلم أن معنى الولى ما ذكروه بل معناه الناصر... على أن كون المولى بمعنى الإمام لم يعهد لغة ولا شرعا"

ہم یہ نہیں مانتے ہیں ولی کا وہ معنی جو انہوں نے ذکر کیا ہے ہم نہیں مانتے ہیں۔ بلکہ اس کا معنی مدد گار کے ہیں ....اس بنیاد پر کہ مولی کے معنی امام ہونا لغت اور شرع کے اعتبار سے معہود نہیں ہے۔" [مرجع سابق:ص۶۶،۶۵]

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی فرماتے ہیں:

"مولیٰ کے بہت معنی ہیں دوست، مدد گار، آزاد شدہ غلام، آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنی دوست محبوب ہے۔ یا بمعنی مدد گار۔ اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں اور مدد گار بھی۔ اس لیے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں۔

رب فرماتا ہے: ''فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صٰلِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ''

شیعہ کہتے ہیں کہ مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلا فصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولیٰ بالخلافہ کبھی نہیں آتا۔ بتاؤ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا: ''فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ''

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے۔

تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہو گا۔

چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہی ہو تو بھی بلا فصل خلافت کیسے ثابت ہوگی۔ واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقعہ اپنے وقت میں۔

پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، الخلافۃ فی القریش خلافت قریشی میں ہے۔ تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہذا تم امیر نہیں بن سکتے، وزیر بن سکتے ہو۔ اس وقت حضرت علی نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرادیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ نہ تھا۔

چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے۔ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا۔

ساتویں یہ کہ خلافت کے لیے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہیے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولی کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا"

[مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۸/۴۲۵]

الغرض:۔ حدیث غدیر خم میں لفظ مولی کے معنی مدد گار کے ہیں سوائے اہل تشیع کے کسی نے بھی مولی کے معنی خلافت، امامت یاولایت معروفہ نہیں لئے ہیں۔

لہٰذا مقرر خصوصی کا اس معنی سے خلافت یاولایت بمعنی امامت یاولایت معروفہ مراد لیناغلط ہے۔بلکہ خلافت مراد لینے میں اہل تشیع کے باطل عقیدہ کی ترجمانی ہے۔ جو یقیناً گمراہی ہے۔ کیوں کہ حضرت علی کو اس حدیث کی روشنی میں اہل تشیع خلیفہ بلافصل تسلیم کرتے ہیں۔اور خلفاے ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کو باطل مانتے ہیں۔حالانکہ یہ سراسر ضلالت وگمراہی بلکہ کفر ہے کیوں کہ خلفاے اربعہ کی خلافت پر اجماع امت ہے۔اور اجماع امت کا انکار کفر ہے۔ شارح بخاری، مفتی شریف الحق امجدی فرماتے ہیں:

”رافضیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں خلفاے ثلاثہ کی خلافت باطل ہے۔ اور وہ غاصب تھے۔ان کا یہ عقیدہ باطل ہے۔“[فتاوی شارح بخاری، ۲/۲۴]

فقیہ ملت، مفتی جلال الدین امجدی فرماتے ہیں:

”بعض شیعہ صاحبان نے اس موقع پر لکھا ہے کہ

"غدیر خم" کا خطبہ یہ "حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خلافت بلافصل کا اعلان تھا" مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ یہ محض ایک "تک بندی" کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کیوں کہ اگر واقعی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے خلافت بلافصل کا اعلان کرنا تھا، تو عرفات یا منیٰ کے خطبوں میں یہ اعلان زیادہ مناسب تھا۔ جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ نہ کہ غدیر خم پر جہاں یمن اور مدینہ والوں کے سوا کوئی بھی نہ تھا۔“[سیرت مصطفی، ص ۵۳۵]

حکیم الامت فرماتے ہیں:

”شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قطعی اور منصوص ہے کہ غدیر خم پر حضور انور نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں۔“[مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ۲۹۶/۸]

حضور صدر الافاضل فرماتے ہیں:

”علاوہ بریں اس خلافتِ راشدہ پر جمیع صحابہ اور تمام امت کا اجماع ہے۔ لہٰذا اس خلافت کا منکر شرع کا مخالف اور گمراہ بددین ہے“[سوانح کربلا، ص ۴۲]

حضور اعلیٰ حضرت فتح القدیر اور فتاوی بزازیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

”فی الروافض من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق اوعمر رضی اللہ عنہما فھو کافر“

رافضیوں میں جو شخص مولیٰ علی کو خلفاے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے۔اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔ وجیز امام کردری میں ہے:

من انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فی الاصح

خلافتِ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے، یہی صحیح ہے، اور خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے" [فتاوی رضویہ جدید، ۲۵۰/۱۴]

رہا معاملہ کہ مولی علی کو ولایت کب حاصل ہوئی تو اس کی کہیں تصریح نہیں ہے ہر صحابی ولی ہوتا ہے، حسب مراتب خلفائے راشدین اولیائے کرام کی صف اول میں داخل ہیں۔ اولیائے غیر صحابہ سے بدرجہا افضل وارفع ہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"صحابہ کرام سب اولیائے کرام تھے..... صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیبِ خلافت، یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل مکمل ہیں۔ اور دارائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی مرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کُشا کا رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔" [فتاوی رضویہ قدیم، ۷۰/۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

"اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلّہ صحابہ کرام مراتبِ ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیائے عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں۔ اور ان کی شان ارفع و اعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں۔ لیکن مدارج متفاوت ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے۔ اور صدیق کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں"

[فتاوی رضویہ جدید، ۲۴/۶۸۴، ۶۸۳]

الحاصل:۔ مقرر خصوصی کا یوم غدیر منانے کی ترغیب دینا، اہل تشیع کے باطل وگمراہ کن نظریات کی تشہیر و ترویج کرنا ہے۔ جو یقیناً گناہ بلکہ گمراہی وکفر پر مدد ہے۔ یوں ہی ایسے جلسوں میں شرکت کرنا جہاں اہل تشیع کے باطل وفاسد کفریہ عقائد کی تشہیر ہو، حرام بلکہ ان کے کفریہ عقائد پر راضی ہونے اور ان کی تشہیر میں مدد کرنے کے سبب کفر ہے۔

بالجملہ: یوم غدیر کو عید ماننا اگر اہل تشیع کے باطل نظریات سے متفق ہوئے بغیر بھی ہو تب بھی گناہ پر مدد کرنے کا الزام رہے گا۔ اور چوں کہ عید غدیر کی بنیادی وجہ حضرت علی کی خلافت بلا فصل اور خلفاے ثلاثہ کی خلافت کا انکار ہے جو بلاشبہہ کفر ہے۔ تو اس طرح کفر پر مدد کرنا ہے۔ لہٰذا گناہ پر مدد گناہ کبیرہ اور کفر پر مدد کفر ہے۔

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

"الإعانة على المعاصي والفجور والحث عليها من جملة الكبائر"

گناہوں اور برائیوں پر مدد کرنا اور اس پر ابھارنا گناہ کبیرہ ہے۔" [البنایۃ شرح الہدایۃ، ۱۴۸/۹]

فتاوی شامی میں ہے:

"فلا تجوز الإعانة على تجديد الكفر فيها.... وأن من ساعد على ذلك فهو راض بالكفر والرضا بالكفر كفر"

تجدید کفر پر مدد جائز نہیں ہے اور جس شخص نے کفر میں کوشش کی تو وہ کفر پر راضی ہوا اور کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔"

[ردالمحتار،۲۰۵/۴]

حضوراعلیٰ حضرت طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"التفرج علی المحرم حرام (حرام پر خوشی بھی حرام ہے) ایسے جلسوں میں شرکت گناہ کبیرہ ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: پس نصیحت و یاد دہانی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو....

قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔" [فتاوی رضویہ جدید،۱۰۲/۱۵، ۱۰۱]

علاوہ ازیں عیدغدیر منانا اہل تشیع کا مذہبی شعار ہے اور کسی کافر قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا یقیناً تشبہ کے درجہ میں آتا ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من تشبہ بقوم فھو منھم"،"جس نے کسی قوم سے مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے۔"

[سنن ابوداؤد،کتاب اللباس،۲۰۳/۲]

البتہ اگر ان کے عقائد و نظریات کو مان کر ہے تو تشبہ التزامی ہے۔ اور اگر ان کے عقائد سے تو اتفاق نہیں بلکہ اپنے طور پر ہی مناتا ہے لیکن ان کا مذہبی شعار ہونے کے سبب تشبہ پایا جارہا ہے تو تشبہ لزومی ہے۔ پہلی صورت میں کفر ہے کیوں کہ تشبہ کے سبب کفریہ عقائد پر رضا شامل ہے۔ اور دوسری صورت میں کم از کم تشبہ کے سبب حرمت و ممانعت ضرور ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"تشبہ دو وجہ پر ہے: التزامی و لزومی۔ التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے.....اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی.....اس قوم کو محبوب و مرضی جان کر اُن سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفّار کے ساتھ معاذاللہ کفر"

[فتاوی رضویہ جدید،۵۳۰/۲۴]

مزید فرماتے ہیں:

"نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے یا یوہیں بطور ہزل و استہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام و ممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنّار، قشقہ، چُٹیا، چلیپا، تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت اٰنفا۔ اور فی الواقع صورت استہزا میں حکم کفر ظاہر ہے کما لا یخفی۔

اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جب کہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ،

پتلون، اُلٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ"

[فتاوی رضویہ جدید، ۵۳۲/۲۴]

حضور اعلیٰ حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''انا ممنوعون من التشبیه بالکفرة واهل البدعة المنکرة فی شعارهم''

ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ۵۳۳/۲۴]

اور فرماتے ہیں:

"اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہو اس پر لزوم کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''من تشبه بقوم فهو منه'' جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

اشباہ والنظائر میں ہے: عبادة الصنم کفر ولا اعتبار فی قلبه وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصاری دخل کنیستهم اولم یدخل .... جامع الفصولین منح الروح الازہر میں ہے: من خرج الی السدة قال القاری ای مجمع اهل الکفر کفر لان فیه اعلام الکفر وکانه اعان علیه۔

جو کوئی (دار الاسلام کو چھوڑ کر) کفار و مشرکین کے مجمع میں جائے (السدة۔ محدث ملا علی قاری نے فرمایا: اس کا معنی مجمع اہل کفر ہے) تو وہ کافر ہو گیا کیوں کہ اس میں کفر کا اعلان ہے۔

گویا وہ کفر پر ان کی امداد کر رہا ہے ....اور کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اس پر راضی ہونا کفر ہے الرضا بالکفر کفر (کفر پر راضی ہونا کفر ہے) وہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ج۲۱ ص ۲۹۷،۲۹۶]

الحاصل:۔ عید غدیر اہل تشیع کا مذہبی تہوار ہے۔ اہل سنت کا اس دن عید منانا اہل تشیع کے باطل افکار و عقائد کی تائید کا موجب اور ان کے اس باطل و کفریہ عقیدہ کو تقویت دینے کے مترادف ہے۔

لہٰذا مقرر خصوصی کا عید غدیر کی ترغیب دینا لوگوں کو کفر اور کم از کم گمراہی کی دعوت دینا ہے اور ساتھ ہی روافض کے باطل نظریات کو تقویت پہنچانا ہے۔ مقرر خصوصی کو چاہیے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح و بیعت کرے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب در مختار اور اس کے حاشیہ رد المحتار میں ہے:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا، ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة'' ای تجدید الاسلام'' وتجدید النکاح۔ متفق علیہ کفر سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کی حالت میں جو اولاد ہو گی وہ اولاد زنا ہو گی اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس میں توبہ، تجدید اسلام اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔"

[الدر المختار مع الرد المحتار: باب المرتد، ۳۹۱/۶]

اور اگر مقرر خصوصی کا مقصد عید غدیر کو منانے سے فقط حضرت علی کی محبت ہی ہے۔ یا یوں ہی رسماً منانا ہے۔
اور اہل تشیع کے افکار و نظریات جو اس غدیر سے وابستہ ہیں ان سے بالکلیہ متفق نہیں ہے بلکہ ان کو فاسد و باطل جانتا اور مانتا ہے۔ تو یہ بھی تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے، جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:
"جو بات کفار یا بد مذہباں اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اس کا اختیار ممنوع و ناجائز و گناہ ہے۔ اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرور اُن سے تشبّہ ہو گا اسی قدر منع کو کافی ہے اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبّہ نہ ہو" [فتاوی رضویہ جدید، ۲۴/۵۳۵]
لہٰذا ایسی صورت میں مقرر خصوصی پر رجوع اور توبہ لازم ہے۔ اور آئندہ اس طرح معمولات اہل سنت کے خلاف زبان درازی سے باز آنا واجب و ضروری ہے۔ اور اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس کا بائیکاٹ کریں اور اس سے ہر طرح کا تعلق ختم کر لیں۔ قرآن پاک میں ہے:
''وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ''
(اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ) [کنز الایمان پارہ ۲۸، سورہ انعام آیت ۶۸]

ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ

کتبــہ

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور
مورخہ: ۲ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ